جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے مخلصین کی بڑی بھاری اکثریت پر مشتمل ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵؍اگست ۱۹۷۷ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:-

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ○ اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○ (التوبۃ:۱۲۵، ۱۲۶)

پھر حضور انور نے فرمایا:-

قرآن عظیم کے شروع میں ہی سورۃ البقرۃ کی ابتدا قرآن کریم کی عظمت بیان کرنے کے بعد اس بات سے ہوئی ہے کہ اس عظیم کتاب کے بعد انسان تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ایک وہ جو صدق دل اور اخلاص کے ساتھ ایمان لانے والے ہیں اور خدا تعالیٰ سے ذاتی محبت کے نتیجہ میں اسلامی تعلیم کے ہر حکم پر عمل کرنے والے ہیں اور ان کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور وہ اس کی رضا کی جنتوں کے وارث بنیں۔ ہدایت پائیں اور ایسی کامیابی ان کو ملے جس سے بڑھ کر کوئی کامیابی تصوّر میں نہیں آسکتی دوسرا گروہ وہ ہے جو انکار کرنے والا ہے اور تیسرا وہ گروہ ہے جو منافقوں کا ہے جیسا کہ فرمایا:-

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ○ (البقرۃ:۹)

یہ جو منافقوں کا گروہ ہے اس کے متعلق میں نے شروع میں جو آیات تلاوت کی ہیں ان سے پہلی آیت میں سورتیں نازل ہونے کا ذکر ہے اور پھر اگلی آیت میں فرمایا کہ وہ لوگ جن کے دل میں بیماری ہے اس سورۃ نے ان کے پہلے گناہ پر اور گناہ چڑھا دیئے یہاں تک کہ وہ ایسی حالت میں مریں گے کہ وہ کافر ہوں گے۔ کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ان کی ہر سال میں ایک دفعہ یا دو دفعہ آزمائش کی جاتی ہے پھر بھی وہ توبہ نہیں کرتے اور نہ نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب کوئی ابتلا یا آزمائش آتی ہے تو وہ انسان کو ننگا کر کے دکھا دیتی ہے اس وقت وہ مرض جو دل میں ہوتی ہے اپنا پورا اثر کر کے انسان کو ہلاک کر دیتی ہے۔ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ایسے ہی لوگوں کے لئے فرمایا۔

اسی طرح آپ فرماتے ہیں کہ نفاق اور ریاکاری کی زندگی لعنتی زندگی ہے۔ یہ چھپ نہیں سکتی۔ آخر ظاہر ہو کر رہتی ہے۔ امت محمدیہ کو یہ بشارت ملی اور اللہ تعالیٰ نے جو اپنی بات کا پکا ہے ان کے حق میں ان کو پورا کیا کہ بے انتہا آسمانی برکات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ کے دامن سے وابستہ ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ نے عطا کیں لیکن جو منافق ہے اسے یہ بات پسند نہیں۔ اس لئے جس وقت برکات کا نزول ہوتا ہے، جس وقت قربانیوں کا مطالبہ ہوتا ہے اور ایمان کی آزمائش ہوتی ہے کیونکہ آزمائش کے بعد ہی اللہ تعالیٰ کے فضل نازل ہوا کرتے ہیں محض ایمان کا دعویٰ کرنے سے تو اللہ تعالیٰ کے فضل نازل نہیں ہوتے، پس جب ایمان کی آزمائش ہوتی ہے تو جو منافق ہے جس کے دل میں مرض ہے اس کا وہ مرض ننگا ہو کر سامنے آجاتا ہے۔ یہ تو درست ہے کہ بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی کسی نیکی یا خیر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے لئے توبہ کے دروازوں کو کھولتا ہے اور انہیں توفیق عطا کرتا ہے کہ وہ غلط راہ کو چھوڑ کر اپنے پیدا کرنے والے رب کریم کی طرف واپس آئیں لیکن بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اس آزمائش اور ابتلا کے وقت میں ان کا گند ظاہر ہو جاتا ہے اور ان کا مرض کم ہونے کی بجائے اور بھی بڑھ جاتا ہے اور اس طرح پر وہ یا تو اسلام کو چھوڑ دیتے ہیں اور یا ان کی اسلام کے خلاف جو خفیہ سازش ہوتی ہے وہ خفیہ نہ رہنے کی وجہ سے اپنے اثر کو زائل کر دیتی ہے۔

سورۂ بقرہ میں منافقوں کے متعلق جو آیات ہیں ان میں بہت سی باتیں بیان ہوئی ہیں۔ پہلی تو یہ ہے اور یہیں سے یہ آیات شروع ہوتی ہیں وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ۔ اس آیت سے ہمیں پتہ لگتا ہے کہ مومن یا ایمان کا دعویٰ کرنے والے دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو احکام ظاہری کی بجا آوری کرتے ہیں اور ان کے اندر صداقت کی روح نہیں ہوتی وہ احکام ظاہری کی بجا آوری کرتے ہیں اور اس پر ناز کرتے ہیں اور ان کی زندگی میں تصنع اور نمائش اور ریا کا بڑا دخل ہوتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو قرآن کریم کی اصطلاح میں منافق کہا جاتا ہے لیکن دوسرے وہ لوگ ہیں جن کی روح میں صفائی اور سادگی اور جن کی عقل میں بڑی تیز روشنی ہوتی ہے۔ وہ صاحبِ فراست ہوتے ہیں اور وہ سُست اعتقاد لوگوں کی طرح نہیں ہوتے ان کی اپنے رب سے ذاتی محبت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے کارِ خیر میں کوئی تصنع نہیں ہوتا۔ عشق میں تو انسان مست ہوتا ہے تصنع کرنے والا نہیں ہوتا۔ نمائش کس کے سامنے جس کے لئے وہ کام کر رہے ہوتے ہیں، جس کے لئے وہ قربانیاں دے رہے ہوتے ہیں، جس کے لئے وہ اسلامی تعلیم پر عمل کر رہے ہوتے ہیں وہ تو علام الغیوب ہے پھر نمائش کی کیا ضرورت ہے نمائش کی ضرورت تو انہی کو ہوتی ہے جو خدا سے بھٹک کر کسی اور کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور جو دلوں کو جاننے والا ہے۔ اس کے سامنے ریا چل ہی نہیں سکتی۔ پس ذاتی محبت کے نتیجہ میں ان کے کاموں میں کوئی تصنع نہیں، کوئی نمائش نہیں، کوئی ریا نہیں۔ ایک یہ گروہ ہے جو ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اور اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو یہ آیت مومن مخلص اور مومن ایمان کا دعویٰ کرنے والے منافق کے درمیان فرق کر کے دکھا رہی ہے۔ منافق اپنے آپ کو مومن تو کہتا ہے۔ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ایمان کا دعویٰ بھی ہے اور مومن بھی نہیں کیونکہ احکام ظاہری اس دعویٰ کے نتیجہ میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذاتی محبت کا فقدان ہے۔ تصنع اور نمائش اور ریا اس میں پائی جاتی ہے۔ احادیث میں منافقوں کی جو بہت سی علامات بتائی گئی ہیں وہ قرآن کریم کی ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے بتائی گئی ہیں۔

دوسری چیز ہمیں یہ پتہ لگتی ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان نہیں ہوتا۔ کہتے ہیں کہ خدا پر ایمان لاتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کو علام الغیوب نہیں سمجھتے يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔

دھوکہ خدا کو وہی دینا چاہتا ہے جو سمجھتا ہے کہ خدا دھوکے میں آ سکتا ہے تو ان کے ایمان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ بظاہر وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لاتے ہیں لیکن اپنی چالاکیوں سے وہ یہ بتا رہے ہوتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ اور خدا کے صاحبِ فراست بندوں کے ساتھ دھوکا بازی سے کام لے رہے ہیں۔ تیسری چیز یہ بیان ہوئی ہے کہ ان کے اعمال کے نتیجہ میں ان کے دل کا نفاق ہر آن بڑھنے والی بیماری بن جاتا ہے اور توبہ کا دروازہ ان لوگوں پر بند ہو جاتا ہے۔ چوتھی بات ان آیات میں یہ بتائی گئی ہے کہ وہ جھوٹ بولنے کے عادی ہوتے ہیں اور چونکہ وہ ہر چیز میں جھوٹ بولنے والے ہیں اس لئے وہ اللہ کی نگاہ میں اس کے عذاب کے مستحق ٹھہرتے ہیں اور پانچویں یہ کہ وہ فتنہ اور فساد پیدا کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جگہ فساد کے معنی یہ کئے ہیں کہ وہ کفر اور شرک، اور بدعقیدگی پھیلا کر فساد پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ایمان کا دعویٰ ہے اور پھیلا رہے ہوتے ہیں کفر اور شرک، اور قرآن کریم پر ایمان کا دعویٰ ہے اور قرآنی تعلیم کے خلاف جو بدعقیدگی ہے اس کا پرچار کر رہے ہوتے ہیں اور ان کا دعویٰ یہ ہوتا ہے کہ ہم مصلح ہیں (یہ نمائش ہے نا) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مصلح نہیں بلکہ مفسد ہیں اور وہ بدعقیدگی کو پھیلا کر فساد پیدا کرتے ہیں۔

اسلام کی عظیم جدوجہد کے ساتھ منافق لگا ہوا ہے اور اس وجہ سے ہماری جماعت میں بھی منافق ہیں اور جیسا کہ میں نے پہلے ایک خطبہ میں بتایا تھا منافق متشابہات کو پکڑ کر بدعقیدگی پھیلاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں، آپ کے ارشادات میں بعض بڑی واضح ہدایتیں ہیں۔ بیّنات ہیں۔ تفسیر قرآنی کے حصے ہیں لیکن اس کی بجائے وہ متشابہات والا حصہ لے لیتے ہیں اور مِنۡهُ اٰيٰتٌ مُّحۡكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الۡكِتٰبِ (اٰل عمران:۸) جو اسلامی تعلیم کی جڑ ہے اس کو نظر انداز کر دیتے ہیں حالانکہ میں نے بتایا تھا کہ قرآن کریم میں متشابہات کا پایا جانا قرآن کریم کی عظمت کی دلیل ہے۔ یہ بات اس کے نقص کی طرف اشارہ نہیں کرتی کیونکہ قرآن کریم میں جو اللہ کا کلام ہے معانی کے لحاظ سے اس میں ہزار ہا بطون بلکہ بے شمار اور اَن گنت بطون پائے جاتے ہیں یہ تو خدا کا کلام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو چیز قدرت خداوندی کے ہاتھ سے خلق ہوئی ہے اس کی صفات بھی غیر محدود

ہیں اور اسی کا نتیجہ ہے کہ دنیا ہزاروں سال سے علم میں ترقی کرتی چلی جارہی ہے اور محققین اور سائنسدانوں میں سے جو سمجھدار اور عقلمند ہیں وہ کھل کر یہ بیان کرتے ہیں کہ اتنی ترقی کے باوجود ہم ایسے ہی ہیں جیسے سمندر کے کنارے کھڑے ہو کر ہم پانی کے متعلق کوئی بات کر رہے ہوں اور جو اصل سمندر ہے، اپنی پوری وسعتوں کے ساتھ اور پوری گہرائی کے ساتھ اور اپنے پورے فوائد کے ساتھ اس کے مقابلے میں ہمارا علم بہت محدود ہے۔ پس متشابہات جن کا صحیح علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے مَا يَعْلَمُ تَأْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ (اٰل عمران:۸) اگر یہ نہ ہوتے، اگر قرآن کریم میں فقط آیات محکمات ہی ہوتیں تو لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (الواقعة:۸۰) قرآن کریم کا دعویٰ نہ ہوتا یعنی یہ کہ امت محمدیہ میں ایسے مطہّرین پیدا ہوں گے جو اپنے اپنے زمانہ اور علاقہ کی ضرورتوں کے مطابق اللہ تعالیٰ سے اسرارِ روحانی سیکھ کر آگے لوگوں کو بتائیں گے۔ غرض منافق بدعقیدگی پھیلاتا ہے اور متشابہات کے غلط معانی کر کے اور ان کو حقیقت سے دور لے جا کر فتنہ پیدا کرتا ہے۔ اگر تاریخ کی مثالیں دی جائیں تو مضمون بہت لمبا ہو جائے گا۔

پھر سورۂ بقرہ کی ان آیات میں ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ متکبر ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو کچھ سمجھتے ہیں اور مصلح ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور جب انہیں کہا جائے کہ دیکھو جو حقیقتاً مخلص اور مومن ہیں تم بھی اسی طرح کے ایمان کا اظہار کرو، تکبر اور ریا وغیرہ تمہاری زندگی میں کیوں آ گئے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ تو سارے بے وقوف ہیں گویا اپنے تکبر کے نتیجہ میں وہ جماعت مخلصین کو بیوقوف اور احمق سمجھتے ہیں اور اپنے آپ کو بڑا عقلمند اور بہت بلند سمجھتے ہیں اور مصلح سمجھتے ہیں اور ان کو لیڈر بننے کا شوق ہوتا ہے اور جماعت مومنین کو وہ بڑی حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کے ساتھ استہزا کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ سورۂ فاتحہ میں جو اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کے گروہ کا ذکر کیا گیا ہے وہ اپنی کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے اور اپنی شان میں امت محمدیہ میں دو گروہ ہیں۔ ایک وہ جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تربیت حاصل کی اور صحابہ کا گروہ کہلایا اور دوسرے وہ جو اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة:۴) کے ماتحت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بالواسطہ تربیت یافتہ ہیں۔ ان دونوں گروہوں میں بڑی کثرت

کے ساتھ خدا تعالیٰ سے پیار کرنے والے بےنفس وجود ہیں جن کے متعلق یہ ظاہر ہی نہیں ہوتا کہ ان کے دل میں اپنے رب کے ساتھ کتنا پیار اور عشق ہے۔ مجھے اپنے مقام کے لحاظ سے احمدیوں سے بہت واسطہ پڑتا ہے۔ ایسا اخلاص ہے ان میں اور اتنا چُھپ کر ان کے مخلصانہ کارنامے ہیں کہ آدمی حیران ہوجاتا ہے، میرے سامنے تو وہ بیان کردیتے ہیں۔ یہ گروہ ساری دنیا میں ہی پھیلا ہوا ہے۔ کینیڈا کے ایک دوست مجھے خط لکھتے رہتے ہیں۔ میرے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ وہ اتنی مالی قربانی دینے والے ہیں۔ میں نے وہاں بات کی تھی کہ مجھے پتہ لگنا چاہیئے کہ تم قربانیاں کیا دیتے ہو؟ تو انہوں نے میرے یہاں آنے کے بعد پچھلے سال مجھے خط لکھا کہ آپ نے کہا ہے اس لئے میں بتاتا ہوں کہ میں یہ قربانی دے رہا ہوں ورنہ کسی کو پتہ نہیں تھا سوائے لینے والوں کے، ان کو بھی خیال نہیں ہوتا ہوگا۔ غرض **منعم علیھم** کے گروہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایک تو صحابہؓ کا گروہ ہے جنہوں نے براہ راست اور بلا واسطہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تربیت حاصل کی اور ایک وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ والا گروہ ہے یعنی مہدی معہود کی جماعت جن کی تربیت خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے اپنے ایک بروز کے واسطہ کے ذریعہ اور یہ جماعت ایسی ہے جس کے اندر اپنی اپنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق بڑی کثرت کے ساتھ خدا تعالیٰ سے پیار کرنے والے اور خدا تعالیٰ سے انعام حاصل کرنے والے پائے جاتے ہیں۔ ہزاروں لاکھوں افراد جماعت احمدیہ میں سچی خوابیں دیکھنے والے ہیں کہ خدا کی شان نظر آتی ہے۔ کچھ مجھے دعاؤں کے لئے لکھتے ہیں کیونکہ بعض خوابیں مطالبہ کرتی ہیں کہ دعائیں کی جائیں اور کچھ اس لئے لکھتے ہیں کہ اَلْمُؤْمِنُ يَرٰى وَ يُرٰى لَهٗ۔ بعض دفعہ خواب دیکھنے والے کو اس کی تعبیر سمجھ نہیں آتی اس واسطے وہ مجھے لکھتے ہیں کہ یہ خواب دیکھی ہے ہمیں تو سمجھ نہیں آرہی کہ اس کی کیا تعبیر ہے۔ مثلاً خدا تعالیٰ کا ایک فضل جماعت پر اس طرح ہے کہ ایک غیر ملک کے دوست نے ایک خواب دیکھی جس کی تعبیر ان کو سمجھ نہیں آئی انہوں نے میرے سامنے بیان کی۔ میں نام نہیں لوں گا کہ کس ملک کے متعلق تھی۔ میں نے ان کی خواب سن کر پوچھا کہ فلاں علاقے میں یہ زبان بولی جاتی ہے؟ تو انہوں نے حیران ہوکر میرا منہ دیکھا کیونکہ بظاہر مجھے نہیں علم ہونا چاہیئے تھا کہ اس علاقے میں وہ زبان بولی

جاتی ہے تو وہ کہنے لگے ہاں۔ میں نے کہا کہ پھر تمہارے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اس علاقے میں جلد احمدیت پھیلے گی۔ غرض بڑی کثرت سے خوابیں دیکھتے ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں مجھے علم ہے کہ کوئی دو دن کے بعد پوری ہوئی کوئی دو سال کے بعد پوری ہوئی کوئی پانچ سال کے بعد پوری ہوئی۔ خدا اپنی شان دکھاتا ہے۔ ہمیں تو پل بھر کی خبر نہیں جو خواب کل کی خبر بھی دے اور پوری ہو جائے وہ سوائے خدا کے اور کوئی نہیں بتا سکتا کیونکہ علام الغیوب صرف اسی کی ذات ہے اور وہی بتاتا ہے۔

اس زمانہ کے متعلق پہلوں نے کہا ہے کہ اس وقت بچے بھی نبوت کریں گے یعنی لغوی معنی کے لحاظ سے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر واقعات کی اطلاع دیں گے۔ اب بچے نے ارسطو کی فلاسفی تو نہیں بتانی ابھی اس کا ایسا دماغ ہی نہیں۔ ۱۹۷۴ء میں جو ملاقاتیں ہوتی تھیں ان میں بچے بھی بڑی کثرت سے آتے تھے۔ میں ان سے پوچھتا رہا ہوں تو ہر چھوٹا سا گروہ سو دو سو کی جماعت جو مجھے ملتی تھی اس سے بچوں میں سے اکثر ہاتھ اٹھا دیتے تھے کہ جی ہاں ہم نے سچی خوابیں دیکھی ہیں۔ اس وقت بڑا مزا آتا تھا کہ ہزار ہا سال پہلے مہدی کی جماعت کے متعلق جو خبر دی گئی تھی اس میں یہ بتایا گیا تھا لیکن آج منافق یہ کہتا ہے عملاً بعض منافقوں نے کہا۔ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت خدا سے بالکل دور ہوگئی اور خدا کا اس سے کوئی تعلق نہیں رہا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ جس کا مطلب ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی بعثت کے مقصد میں ناکام ہوگئے (نعوذ باللہ)۔ آپ کو تو خدا نے یہ کہا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو یہ بشارت دی گئی تھی کہ آپ کے ذریعہ بنی نوع انسان کو امت واحدہ یعنی ایک امت بنا دیا جائے گا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک روحانی فرزند کی حیثیت سے ایک خادم کی حیثیت سے تمہارے ذریعہ سے اس زمانہ میں پوری کریں گے۔ قرآن کریم میں یہ آیا ہے کہ امت واحدۃ بنا دیا جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو پیشگوئی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بشارت دی گئی ہے اس کے متعلق پہلوں نے بھی کہا ہے کہ یہ مہدی کے زمانہ میں ہوگا کیونکہ پہلے حالات ایسے تھے کہ امت واحدۃ بن ہی نہیں سکتے تھے۔ ایک دوسرے سے واقفیت نہیں تھی۔ بہت سی آبادیاں ایسی تھیں جو ایک دوسرے کو جانتی بھی نہیں تھیں۔ امریکہ

کے بسنے والوں کو یہ پتہ نہیں تھا کہ یورپ میں کوئی انسان بس رہا ہے یا نہیں اور یورپ والے جب ایک حد تک ترقی بھی کر گئے تھے تب بھی ان کو پتہ نہیں تھا کہ امریکہ میں آبادیاں ہیں۔ ان کے ساتھ کوئی ملاپ وغیرہ نہیں تھا۔ پھر خدا نے دنیا میں ملاپ کے سامان پیدا کئے۔ ہوائی جہاز آ گئے اور جو سالوں کے فاصلے تھے وہ گھنٹوں کے اندر طے ہونے شروع ہو گئے۔ مطبع خانے، چھاپہ خانے بن گئے۔ کتابیں چھپنے لگ گئیں اور پھر کتابوں کے پہنچانے کے سامان پیدا ہو گئے وغیرہ وغیرہ۔ ہزار ہا ایسی چیزیں پیدا ہو گئیں کہ جو انسان کو مادی لحاظ سے اکٹھا کرنے والی تھیں اور اس وقت خدا تعالیٰ نے اپنے اس روحانی منصوبے کے سامان پیدا کر دیئے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے انسان بحیثیت نوع انسانی جمع ہو جائے گا اور یہ کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد کیا گیا ہے، مہدی معہودؑ کے سپرد کیا گیا ہے اور منافق کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ آپ اپنی بعثت کے مقصد میں ناکام ہو گئے اور جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ سے بالکل دور ہو گئی۔

جہاں خدا تعالیٰ کا فضل زیادہ ہو وہاں نفاق بھی سر اٹھاتا ہے۔ یہ یاد رکھو اب مثلاً امریکہ ہے وہ بڑی دیر سے دور پڑا ہوا تھا وہاں ہر چیز سوئی ہوئی تھی۔ میں نے جب وہاں کا دورہ کیا تو میں نے انہیں جگایا۔ میں نے ان کو سمجھایا۔ میں نے پیار سے ان کو بتایا کہ تمہاری یہ ذمہ داریاں ہیں ان کی طرف توجہ دو اور ان کے اندر ایک زندگی کی روح پیدا ہوئی۔ میں نے ان کے لئے جو سات سالہ منصوبہ بنایا تھا اس کے ساتویں حصہ کی بجائے ایک سال میں اس کا قریباً تیسرا حصہ پورا ہو گیا۔ پھر میں نے کہا تھا اور اس کے لئے وہ کوشش کر رہے ہیں کہ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ کم از کم دس لاکھ کی تعداد میں امریکہ میں تم اگلے دس سال کے اندر پھیلاؤ۔ یہ کام بھی انہوں نے بڑے زور و شور سے شروع کیا ہے۔ ایک زندگی ان کے اندر پیدا ہو گئی ہے اور زندگی کے پیدا ہوتے ہی وہاں سے بھی ایک منافق نے یہاں سرکلر لیٹر بھیج دیا جس میں ایک یہ استہزاء کیا ہے جیسا کہ ذکر آتا ہے کہ ہم تو استہزاء کر رہے تھے کہ انہوں نے جماعت احمدیہ کے مبلغین کے متعلق کہہ دیا ہے کہ یہ بھی تجدید دین کا کام کر رہے ہیں اور استہزائیہ رنگ میں لکھا۔ میں نے تو نہیں کہا میرے خدا نے کہا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مہدی کے وقت میں فدائین کی،

خدا کے پیاروں کی ایک جماعت دی جائے گی اور وہ تو ملی ہے۔تمہارے نفاق یا تمہاری اس قسم کی فتنہ پردازیوں سے حقائق تو نہیں چھپائے جاسکتے۔ وہ جماعت اپنا کام کر رہی ہے اور منافق اپنا کام کر رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے بندوں کے لئے ایک یہ بھی تازیانہ ہوتا ہے کہ اونگھو نہیں۔ سُست نہ بنو بلکہ اپنے کام میں لگے رہو تیزی کے ساتھ اور دعاؤں کے ساتھ۔

پھر منافق کہتے ہیں کہ جی ہم مصلح ہیں۔تم مصلح کیسے بن گئے؟ مصلح تو وہ ہوتا ہے جسے خدا مصلح بنائے اور خدا نے تو کہا ہے کہ لَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ (النجم:۳۳) اور یہ بھی کہا ہے تم یہ بھی نہ کہو کہ ہم اپنے زور سے جنت میں چلے جائیں گے۔ یہ کلیہ بنا دیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو کہا کہ تم یہ نہ سمجھنا کہ تم اپنے زور سے خدا کی جنتوں میں داخل ہو جاؤ گے۔ خدا کے فضل، محض خدا کے فضل سے تم جنت میں جاسکتے ہو۔ اپنے زور سے، اپنے کسی عمل سے، اپنی کسی کارِ خیر سے تم جنت میں نہیں جاسکتے اور یہ اپنی جگہ ایک حقیقت ہے لیکن جہاں مومن عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے خدا کے لئے ایثار بھی کرتا ہے اور عاجزی اور تواضع کی راہوں کو بھی اختیار کرتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ اس کے لئے رفعتوں کے سامان بھی پیدا کرتا ہے۔ اپنے قرب کے سامان بھی پیدا کرتا ہے۔ اپنی رحمتوں سے بھی نوازتا ہے۔منعم علیہ گروہ میں بھی شامل کرتا ہے۔ ہر صلاحیت کا پیمانہ بڑی کثرت کے ساتھ اس زمانہ میں بھر گیا ہے جیسا کہ کہا گیا تھا کہ مہدیؑ بڑی کثرت سے روحانی خزائن دے گا۔خزانے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں اور تقسیم کرنے والے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خادم ہیں، ایک روحانی فرزند ہیں اور کہا گیا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خزانے اس کثرت سے تقسیم کئے جائیں گے کہ لوگ لینے سے انکار کریں گے یعنی ان کی صلاحیتوں کا جو پیمانہ ہے وہ بھر جائے گا پھر ان میں لینے کی گنجائش ہی نہیں ہوگی۔ لیں گے کہاں سے؟

منافق ایک فتنہ اس طرح پیدا کرتا ہے کہ جی جماعت ختم ہوگئی اب اگلی صدی کا مجدد آجائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی وضاحت سے فرمایا ہے، اس کے متعلق میں علیحدہ نوٹ تیار کر رہا ہوں کسی وقت آپ کے سامنے آجائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ نے صرف صدی کا مجدد نہیں بنایا بلکہ دنیا کی

زندگی کے جو ایک ہزار سال باقی رہ گئے ہیں دنیا کی زندگی کے اس ہزار سال کے لئے مجھے مجدد بنایا ہے اور امام آخرالزماں بنایا ہے اور میں اس سلسلۂ خلافت کا آخری خلیفہ ہوں جیسا کہ قرآن کریم نے بتایا ہے وَ اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ (المرسلات:۱۲) میرے آنے کے ساتھ وہ ساری تعداد پوری ہوگئی اور پتہ لگ گیا کہ کتنوں نے آنا تھا (بہت سے حوالے ہیں پھر تفصیل کے ساتھ بتائیں گے) منسوب ہوتے ہو تم جماعت احمدیہ کی طرف اور جس نے مہدویت کا دعویٰ کیا اس کا دعویٰ تو یہ ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ نے آخری ہزار سال کے لئے خلیفہ بنا دیا اور اس دنیا کی ہمارے آدم کے ابناء کی جو عمر رہ گئی ہے اس کے لئے مجدّد بنا دیا اور تم اس کی طرف منسوب ہونے والے کہتے ہو کہ جماعت ختم ہوگئی اب اگلی صدی کا مجدد آ جائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کی عمر کے بارہ میں بڑی بحث کی ہے کہ پہلوں نے یہ کہا۔ قرآن کریم میں یہ ہے۔ سورۂ عصر سے خدا تعالیٰ نے مجھے یہ سمجھایا اور آپؑ نے حوالے دے کر ثابت کیا ہے کہ اب دنیا کا ایک ہزار سال باقی رہ گیا ہے اور اس ہزار سال کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے مجدد بنا دیا ہے۔ یہ عظیم مجدد جس کو ایک ہزار سال کے لئے امت محمدیہ کا مجدد بنایا گیا كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ (النور:۵۶) کے ماتحت آخری خلیفہ اور مسیح موعود بنایا گیا جس کے سپرد نوع انسانی کو امت واحدۃ بنانا کیا اور آپ نے بتایا ہے کہ امت واحدۃ بنانے پر تین سو سال سے زیادہ زمانہ نہیں لگے گا اور جیسا کہ میں نے کئی دفعہ بتایا ہے کہ میرے نزدیک تو ہماری کامیابی کا زمانہ جسے قریباً آخری کامیابی کہنا چاہیئے وہ دوسری صدی ہے جس کے لئے صد سالہ جوبلی فنڈ بھی قائم ہوا اور صد سالہ جوبلی کا منصوبہ بھی تیار ہو رہا ہے جس صدی کا ہم نے استقبال کرنا ہے، اسلام کے غلبہ کی صدی۔ پس اسلام کے غلبہ کی صدی نوع انسانی کے امت واحدۃ بن جانے کی صدی آ رہی ہے تو یہ ساری پیشگوئیاں اور یہ سارے مقاصد ختم ہوگئے اور ایک منافق کی بڑ کی طرف ایک مومن کان دھرے گا؟ یہ تو ویسے ہی نہیں ہوسکتا۔ میں بھی جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ کہ جماعت کس قسم کی ہے لیکن ان کے لئے دعا کرنی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ ان کے لئے توبہ کا دروازہ بند نہ کرے کیونکہ بہت سے منافقوں کو خدا تعالیٰ نے توبہ کی توفیق دی اور پھر انہوں نے قربانیاں دیں بلکہ بہت سے کافروں کو توبہ کی توفیق دی اور انہوں نے قربانیاں دیں۔

بتا میں یہ رہا ہوں کہ جس وقت خدا تعالیٰ ترقیات کے خاص جلوے ظاہر کرتا ہے اور اپنی صفات کے جلوے ظاہر کر کے جماعت کے لئے ترقیات کے سامان پیدا کرتا ہے تو اس وقت مفسد گروہ کے افراد کے اندر بھی ایک زندگی کی حرکت پیدا ہوتی ہے۔ میں نے جو پہلی آیات پڑھی ہیں ان میں اسی کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ (البقرة:۱۵)

کہ جب وہ مومنوں کے سامنے جاتے ہیں تو ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا کا صرف یہ مطلب نہیں کہ زبان سے کہتے ہیں بلکہ احکام کی ظاہری پابندی بھی کر لیتے ہیں مثلاً مسجد میں آ کر نماز پڑھ لیں گے (یہ بھی اپنے ایمان کا اظہار ہے) تھوڑی سی مالی قربانی ہے تو اس میں شامل ہو جائیں گے۔ ظاہری طور پر روزہ رکھ لیں گے لیکن روح ان کے اندر نہیں ہوگی اور جب وہ شیاطین کے پاس، مفسدین کے سرداروں کے پاس، نفاق کے سرداروں کے پاس جائیں گے تو کہیں گے کہ ہم تو مذاق کر رہے تھے ہم تو اصل میں تمہارے ساتھ ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جب تک کوئی پورے طور پر قرآن مجید پر عمل نہیں کرتا تب تک وہ پورا پورا اسلام میں داخل بھی نہیں ہوسکتا۔ پس دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں پورا پورا اسلام میں داخل کرے اور دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نفاق کے فتنہ سے ہمیں محفوظ رکھے اور اللہ تعالیٰ منعم علیہ گروہ میں ہمیں شامل کرے اور منعم علیہ گروہ میں شامل کرنے کے بعد کسی قسم کا تکبّر اور نمائش اور ریا ہمارے اندر پیدا نہ ہو کہ ہم اس کے قرب کے حصول کے بعد پھر دھتکارے جائیں اور پرے پھینک دیئے جائیں بلکہ خدا تعالیٰ کا پیار ایک دفعہ حاصل کرنے کے بعد ساری زندگی ہمیں خدا کا پیار ملتا رہے۔ ساری زندگی اس دنیا کی زندگی میں بھی اور اخروی زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ ہم سے راضی رہے اور اس کے پیار کے جلوے ہماری زندگیوں میں ظاہر ہوتے رہیں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ یکم جون ۱۹۷۸ء صفحہ ۲ تا ۶)